السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے گاؤں کی مسجدوں کا قبلہ کمپاس کے مطابق 105اور95درجے کا ہے۔ جب کہ کمپاس پر ہمارے علاقہ کا درجہ 120 پر ہے۔ اس طرح ہماری مسجد کا قبلہ مغرب اور جنوب کے درمیان دکھائی دیتا ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ ہم موجود مساجد کے مطابق قبلہ رخ لیں یا 120 درجہ پر رکھیں؟ (سائل: گاؤں کھرانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ قبلہ کی سمت متعین کرنے میں اہل مکہ اور غیر اہل مکہ کے حکم میں قدرے اختلاف ہے، یعنی تھوڑا سا حکم مختلف ہے۔ بیت اللہ کے مطابق اور اس کے گرد مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے لیے وقت نماز عین کعبہ کی طرف نماز پڑھنا ممکن ہے، اس لیے ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ بالکل کعبہ کی صحیح سمت ہو کہ نماز پڑھیں۔ مگر غیر اہل مکہ کے لیے خاص خانہ کعبہ کی طرف نماز میں رخ کرنا چونکہ ناممکن ہے، اس لیے اللہ تعالی نے غیر اہل مکہ کی سہولت کے پیش نظر کعبہ کے رخ میں فروخی کر کے ساری سمت کو قبلہ بنا دیا ہے۔ بالالفاظ دیگر جن نمازی حضرات کو کعبہ شریف دکھائی دیتا ہو تو ان کے لیے بوقت نماز عین کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے مگر جن لوگوں کو کعبہ دکھائی نہ دیتا ہو ان کے لیے عین کعبہ کی طرف رخ کرنا مشکل ترین مسئلہ ہے، لہذا ان کے لیے یہی کافی ہے کہ بوقت نماز ان کا رخ جہت کعبہ کی طرف ہو۔ جمہور علماء سلف وخلف اور ائمہ اربعہ کا یہی مذہب اور فتوی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

فَوَلِّ وَجهَكَ شَطرَ المَسجِدِ الحَرامِ وَحَيثُ ما كُنتُم فَوَلّوا وُجوهَكُم شَطرَهُ ‌‌ ١٤٤ ... سورة البقرة

''تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور ہم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی طرف پھیرا کرو۔''

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں یہ تصریح فرماتے ہیں کہ اگرچہ امام شافعی اور بعض دوسرے اہل علم کا موقف یہ ہے کہ عین کعبہ کی طرف رخ کرنا مقصود ہے۔ امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ قبلہ کی جہت کافی ہے، جیسا کہ امام حاکم نے روایت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شطر المسجد الحرام سے مراد مسجد کی طرف ہے عین کعبہ نہیں۔ (تفسر ابن کثیر: ج1ص20.)

سید احمد حسن محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں شطر کے معنی جہت قبلہ ہے۔ (تفسیر احسن التقاسیر ج ا ص ۱۲۹)

مفسر ابو بکر جابر الجزائری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(وجوب استقبال القبلة في الصلاة وفي أي مكان كان المصلي عليه أن يتجه إلى جهة مكة) ‌ ‌ (ایسر التقاسیر: ج ا ص ۱۲۹)

''بوقت نماز قبلہ کی طرف منہ کرنا واجب ہے لہذا نماز جہاں بھی ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز پڑھتے وقت مکہ کی طرف منہ کرے۔''

قرآن مجید کی اس آیت اور مفسرین کی تفسیر کے مطابق ثابت ہوا کہ مکہ سے دور بسنے والے نمازیوں پر بوقت نماز عین کعبہ کی طرف رخ کرنا فرض نہیں۔ ان کے لیے جہت کعبہ ہی کفایت کرتی ہے۔ احادیث رسول میں بھی یہی راہنمائی ملتی ہے۔

عَن اَبی هريرة رضی الله عنه قَال رسول الله ﷺ مَا بَینَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ (ابن ماجه: باب القبلة ص ۲۱ وقال الترمذی هذا حديث (عن سعيد المقبری عن اَبی هريره) حسن صحيح۔ جامع الترمذی باب ما بين المشرق والمغرب قبلة ج ا ص ۴۶،۴۵) رواه الحاكم ايضا وصححه الذهبی۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔''

وضاحت:

رسول اللہ ﷺ نے یہ مدینہ والوں کو فرمایا کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کو پڑتا ہے تو مشرق اور مغرب کے درمیان جنوب ہوگا۔

اسی طرح ہم پاکستانیوں کا قبلہ مغرب کی طرف ہے تو یہ شمال اور جنوب کے درمیان پڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ خاص خانہ کعبہ کی طرف نماز میں منہ کرنا چونکہ ناممکن ہے اس لیے اللہ تعالی نے اس میں فراخی کر کے ساری سمت کو قبلہ بنا دیا۔

(افادات اسماعیل سلفی رحمتہ اللہ علیہ)

امام شوکانی اس حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جو لوگ کعبہ شریف سے دور بستے ہیں ان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ بوقت نماز اپنا منہ کعبہ کی طرف کرلیں ۔ عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض نہیں ۔ (نیل الاوطار : باب حجۃ من رای فرض البعید اصابۃ الجھۃ لا العین ج ۳ ص ۱۶۹

حضرت ابو ایوب الانصاری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بول و براز کرنے لگے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ پیٹھ بلکہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرے ۔ (صحیح البخاری : باب لا تستقبل القبلۃ الخ ج ۱ ص ۲۹)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں تصریح فرماتے ہیں کہ حدیث شرقوا و غربوا یہ حکم اہل مدینہ کے لیے ہے کیونکہ اہل مدینہ کا قبلہ چونکہ جانب مشرق اور مغرب کے درمیان بجانب جنوب واقع ہے لہذا بول و براز کے وقت پڑتا ہے لہذا بول و براز کے وقت ان کو شمال یا جنوب کی طرف منہ کرکے بیٹھنا چاہیے ۔ فرماتے ہیں :

(اما من کان فی الشرق فقبلیتہ فی جہۃ المعرب وکذلک عکسہ (فتح الباری شرح صحیح البخاری : ج ا ص ۳۹۶

کہ اہل مشرق کا قبلہ مغرب کی جہت میں ہے اور اہل مغرب کا قبلہ مشرق کی جہت میں ہے ۔ اس صحیح حدیث یہ ہے بھی ثابت ہوا کہ ہم پاکستانیوں کے لیے نماز کے وقت مغرب کی طرف رخ کرنا کافی ہے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیت اللہ قبلہ ہے مسجد حرام والوں کا اور مسجد حرام قبلہ اہل حرم کا اور حرم قبلہ ہے روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کا خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں میری تمام امت کا قبلہ یہی ہے ۔ (رواہ البیھقی وقال تفرد بہ عمر بن حجص و ھو ضعیف ، نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۶۹ و تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۲۰۲)

سید احمد حسن دہلوی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں شفر کے معنی جہت کے ہیں ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خاص کعبہ مسجد حرام میں نماز پڑھنے والوں کا قبلہ ہے اور حد حرم کے اندر رہنے والوں کا قبلہ المسجد الحرام ہے اور جہت حرم سب روئے زمین کے رہنے والوں کا قبلہ ہے ۔ بیہقی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند کو عمر بن حفص راوی کی وجہ سے ضعیف بتلایا ہے ۔ لیکن یہ حدیث کئی سندوں سے روایت کی
گئی ہے جس سے ایک سند کو دوسری سند سے قوت حاصل ہوجاتی ہے ۔ اس لیے تین اماموں ابو حنیفہ ، مالک اور احمد بن حنبل رحمھم اللہ نے اپنے مذہب کا مدار اس حدیث پر رکھا ہے ۔ (احسن التقاسیر : ج ا ص ۱۲۹)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ روئے زمین کے مشرقی ، مغربی ، شمالی اور جنوبی مسلمانوں کے لیے حرم کی جہت ہی قبلہ ہے ۔ عین کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہیں ۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب یوں قائم فرمایا ہے :

(باب التوجہ وقال اَبو ہریرۃ : قال النبی - صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ - : ((استقبل القبلۃ وکبر)) (صحیح البخاری : ج ا ص ۵۷

''ہر مقام اور ہر ملک میں آدمی جہاں رہے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعبہ کی طرف منہ کرا اور تکبیر کہو ۔''

علامہ وحید الزماں اس حدیث کر شرح میں رقم طراز ہیں : امام احمد بن حنبل ، امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمھم اللہ کا یہ قول ہے کہ جہت کعبہ کی طرف منہ کرنا کافی ہے ۔ کیونکہ عین کعبہ کی طرف منہ کرنا دوسرے ملک والوں کے لیے بہت مشکل ہے ، البتہ جن لوگوں کو کعبہ دکھائی دیتا ہے ان کو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے ۔ (تسیر الباری : ج ا ص ۲۹۸)

مسلک سلف وخلف :

امام ترمذی اپنی الجامع میں ارقام فرماتے ہیں کہ متعدد صحابہ جن میں حضرت عمر ، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں سے روایت ہے کہ مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے جن میں حضرت عمر ، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں ۔ (جامع الترمذی : ج ا ص ۴۶)

(امام ابن کثیر کے مطابق جناب ابو عالیہ ، مجاہد ، عکرمہ ، سعید بن جبیر ، قتادہ اور ربیع بن انس وغیرہ تابعین کا بھی یہی قول ہے ۔ (2۔ تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 206

امام ابن عبدالبر تصریح فرماتے ہیں :

(وہذا صَحِیحٌ لَا مَدْفَعَ لَہٗ وَلَا خِلَافَ بَیْنَ أَہْلِ الْعِلْمِ فِیہِ) نیل الاوطار ج 2 ص 169

کہ قبلہ طرف رخ کرنے میں توسع ہے اور یہ ایسی صائب رائے ہے کہ اس کی تردید ممکن نہیں اور علماء کا اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ۔

ائمہ اربعہ کا مسلک :

اگرچہ اوپر ضمناً ائمہ اربعہ کا مسلک ذکر ہوچکا ہے ۔ اب ذیل میں خود ان کے مذاہب کی مستند کتابوں کے حوالہ جات مع صفحات پیش کیے دیتا ہوں تاکہ کسی کو ہمارا موٴقف سمجھنے کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔

فقہائے احناف کا مسلک :

فقیہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں کہ جو مسلمان شہر مکہ سے دور رہتا ہے تو نماز کے لیے اس پر صرف جہت کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے ، عین قبلہ کی طرف نہیں اور یہی بات صحیح ہے ۔ کیونکہ شرعی تکلف (ذمہ داری) ہر شخص کی

وسعت کے مطابق ہے۔ (ہدایۃاولین: ج1ص97)

:امام مالک کا مسلک

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے، جب بیت اللہ کی طرف رخ کرلیا جائے۔ (موطا، باب القبلۃ) مگریہ اہل مدینہ کےلیے ہے کیونکہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جنوب میں پڑتا ہے۔ لہذا اس فرمان کے مطابق اہل مشرق کا قبلہ شمال اور جنوب کے درمیان پڑے گا۔ مشرق والوں کا قبلہ مغرب میں اور مغرب والوں کا مشرق کی جہت میں پڑے گا۔ چنانچہ علامہ باجی مالکی تصریح فرماتے ہیں۔

(وامامن کان من مکۃ فی المشرق اوفی المغرب فان قبلتھم مابین الجنوب والشمال۔ (حاشیۃ موطا: ص183

:امام احمد اور حنابلہ کا فیصلہ

جونمازی مکہ مکرمہ سے دور ہو اس کےلیے جہت کعبہ ہی کافی ہے، اس پر عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض نہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ اگر اس کا رخ کعبہ سے تھوڑا سا ٹیڑھا بھی ہوجائے تو وہ نماز کا اعادہ نہ کرے۔ تاہم کعبہ کو اپنے وسط میں رکھنے کی کوشش ضرور کرے۔ امام ابوحنیفہ یہی فرماتے ہیں اور امام شافعی کا ایک قول بھی ہمارے قول کے موافق ہے۔ (مغنی: 1 457) الشیخ سید محمد سابق مصری تصریح فرماتے ہیں:

(المشاہد للکعبۃ یجب علیہ اَن یستقبل عینہا، والذي لایستطیع مشاہدتہا یجب علیہ اَن یستقبل جہتہا، لان ہذا ہوالمقدور علیہ، ولایکلف اللہ نفسا اِلاوسعہا (فی الفقہ السنۃ: 1 109

جونمازی کعبہ کے سامنے ہو اس پر واجب ہے کہ وہ عین کعبہ کی طرف منہ کرے۔ اور جسے کو کعبہ نظر نہ آرہا ہو تو اس پر جہت کعبہ کی طرف منہ کرنا واجب ہے کیونکہ وہ عین کعبہ کی طرف منہ کرنے پر قادر نہیں اور اللہ تعالی کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"

حضرت عبید اللہ رحمانی مبارک پوری حدیث بین المشرق والمغرب قبلۃ کو حجت قاطع قرار دیتے ہوئے فیصلہ یوں کرتے ہیں:

فالحدیث دلیل علی اَن ما بین الجہتین قبلۃ، واَن الجہۃ کافیۃ فی الاستقبال، وقولہ تعالی: {حیثما کنتم فولوا وجوہکم شطرہ} [2: 144] یدل علی کفایۃ الجہۃ، اِذ العین فی کل محل تتعذر علی کل مصل، فالحق اَن الجہۃ کافیۃ لمن تعذر علیہ العین (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح باب المساجد فصل ثانی ص 422)

"یہ حدیث اس مسئلہ میں حجت اور دلیل ہے کہ دونوں جہتوں مشرق اور مغرب یا پھر جنوب وشمال کے درمیان قبلہ ہے اور استقبال قبلہ کےلیے جہت قبلہ ہی کافی ہے۔ اللہ تعالی کا یہ ارشاد "تم جہاں بھی ہو پھیر لو اپنے مونہوں کو قبلہ کی جہت" جہت کے کافی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ہر ایک جگہ پر ہر ایک نمازی کےلیے عین قبلہ کی طرف منہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ پس حق بات یہی ہے کہ جس آدمی کےلیے عین کعبہ کی طرف منہ کرنا مشکل ہو تو اس کےلیے سمت قبلہ ہی کافی ہے۔"

قبلہ کی سمت متعین کرنے کا پرانا دیسی طریقہ

ہمارے شیخ حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ واسعۃ نے قبلہ کی سمت متعین کرنے کا طریقہ یہ بتلاتا تھا کہ قطب ستارہ کے رخ پر دائیں سے بائیں طرف سو فٹ خط بنالیجئے، پھر اس خط کے قطبی سرے سے دس فٹ خط اوپر کو کھینچ لیجئے۔ ازاں بعد نیچے والے سو فٹ لمبے خط کے جنوبی سرے سے خط کھینچ کر اس خط کو جو دس فٹ کا خط ہے اس کے اوپر کے سرے سے ملادیں۔ اب اس میں ترچھے خط کی سمت قبلہ رخ ہوگئی۔ نقشہ یہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حرم مکہ سے باہر دور دراز کے ممالک کے مسلمانوں کےلیے چونکہ نماز میں عین قبلہ کی طرف منہ کرنا ناممکن اور مشکل ہے، اس لیے اللہ تعالی نے اس میں فراخی کرکے ساری سمت قبلہ بنادیا ہے۔ ان مذکورہ بالا آیات، احادیث صحیحہ، صحابہ وتابعین، فقہاء محدثین، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور ایک قول کے مطابق امام شافعی کو مذکورہ بالا تصریحات کے تحت ہمارےلیے مکہ مکرمہ کی طرف رخ کرلینا ہی کافی ہے، خاص خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہیں۔ لہذا آپ موجودہ مساجد کے مطابق اپنی مسجد کا رخ رکھ سکتے ہیں۔ یعنی 105اور110 درجے کے درمیان کوئی ایک درجہ اختیار کرلیں۔ احتیاط اسی میں ہے۔

ھذا ما عندي واللہ اَعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص302

محدث فتویٰ